آنحضورؐ کی مکمل زندگی اور تعدادِ ازدواج کی مصلحتیں

(از مولوی عبدالغنی صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

آپ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی تقاریر سنیں اور ہر قسم کی تحریریں پڑھی ہونگی۔ اور آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ ہمارے نبیؐ کی زندگی نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ تمام کائنات کے لیے ایک زبردست اور قابلِ اتباع نمونہ ہے اور ہر موافق و مخالف جس میں حق پرستی کا معمولی سا شائبہ بھی باقی ہے۔ سیرۃ النبی پڑھنے کے بعد بہ تقاضائے انسانیت مجبور ہے کہ وہ انہی اصولوں پر اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے۔ جس طرح ہمارے ہادیٔ اکبرؐ نے کی۔ کیونکہ کامیاب زندگی وہی ہو سکتی ہے جو اکمل ہو۔ ہم اپنے نبیؐ کی زندگی کو صرف اس لیے اکمل نہیں کہتے کہ وہ ہمارے نبیؐ تھے بلکہ تاریخی دلائل اور براہین کی روشنی میں ڈنکے کی چوٹ پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر اس زمانہ تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہ جنا نہ جنے گی جس کی زندگی ہمارے ہادیٔ اکبرؐ جیسی کامل ہو۔ انبیائے کرام اخلاق اور روحانی تعلیم کے لحاظ سے علی ترین انسان سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن جہاں تک انسانی زندگی کا تعلق ہے۔ ہمیں کسی نبیؐ کی زندگی تاریخی طور پر اس قدر کامل نظر نہیں آتی جیسے پیغمبرِ اسلامؐ کی۔ کیونکہ حضور جامع صفات اور جامع کمالات تھے۔ ایک کامل زندگی کا کوئی ایسا وصف نہیں جو ہمیں اس ذات بابرکات میں نظر نہ آئے۔ انبیائے کرام دنیا کے لئے نمونہ بن کر آتے ہیں لیکن گذشتہ انبیا صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک کی طرف نبی ہو کر آتے رہے اور ہمارے پیغمبر تمام دنیا کی طرف پیغام لیکر آئے کیونکہ ان میں شانِ اکملیت تھی جو کسی اور نبی میں نہ تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کسی خاص وصف یا کمال کا مالک تھا لیکن پیغمبرِ اسلام میں ہمیں وہ تمام اوصاف اور کمالات یکجا نظر آتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کا قوم سے ناراض ہونا دیکھنا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ یاد کرو جب آپ نے کفارِ مکہ کے نام لے لیکر ان کے لئے بددعا کی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بت شکنی کی یاد تازہ کرنی ہو تو کعبہ کے بت سرنگوں ہونے کا واقعہ دیکھ لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جاہ و جلال دیکھنا ہو تو مسجد نبوی کے صحن میں پیغمبرِ اسلام کو پنچایت کے فیصلے کرتے دیکھ لو۔ اگر داؤدؑ کی مناجات سننے کا شوق ہو تو رات کے نصف حصے کے بعد دنیا کی اس لاثانی ہستی کو تلاوت قرآن کرتے دیکھ لو۔ اگر سلیمان علیہ السلام کے تزک و احتشام کا منظر آنکھوں کے سامنے لانا چاہتے ہو تو فتح مکہ کے موقع پر اس نبی کو اسلامی فوج کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوتے دیکھ لو۔ اگر عیسےٰ علیہ السلام کا حلم اور عفو دیکھنا چاہتے ہو تو طائف کا واقعہ یاد کرو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان خانہ مصر میں دیکھنا چاہتے ہو تو شعب ابی طالب کا قصہ پڑھو۔ غرض کونسی بات ہے جو پیغمبرِ اسلامؐ میں نہیں ہے۔ کونسی صفت ہے جو اس ذات میں نہیں پائی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبیؐ کی زندگی تمام مخلوقاتِ انسانی میں سے جو آدم سے لیکر تا قیامِ قیامت ہونے والی ہے اکمل تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے۔ یہ صرف میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ ان لوگوں کی شہادتیں بھی اس حقیقت پر موجود ہیں جن کی زندگی کا نصب العین ہی مذہب اسلام اور بانیٔ اسلام سے برسر پرخاش رہنا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے عیسائی پروفیسروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کا نہایت اچھی طرح سے اعتراف کیا ہے اور بعض اصحاب تو یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانی شرافت کے لحاظ سے اس قدر فضیلت اور بزرگی کے مالک ہیں کہ ہم صرف ان کے حالات بیان کرنے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں باوجود اس کے بعض مخالف مورخین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اعتراض کئے ہیں اور خصوصاً حضورؐ کے متعدد بیبیوں سے نکاح کرنے کو نعوذ باللہ خواہشاتِ نفسانی پر محمول کیا ہے۔ اس وقت میں آپ کے سامنے اپنی استطاعت کے مطابق اس مسئلہ کی اصلیت کو پیش کروں گا اور یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ یہ اعتراض محض بے بنیاد ہے۔

قبل اس کے کہ میں اس مسئلہ کو تاریخ کی روشنی میں پیش کروں معترضین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے اس فطرت کے انسان ہیں جو عین عنفوانِ شباب میں محض خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کیلئے ایک بیوہ عورت سے جو پہلے دو شوہروں کے گھر میں زوجیت کے فرائض سر انجام دے چکی ہو اور جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر رہی ہو شادی کرنا پسند کریں گے۔ پیغمبرِ اسلامؐ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کی جو اس وقت بیوہ اور پانچ بچوں کی والدہ ہو چکی تھیں۔ اور یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ نکاح کی درخواست حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ہوئی تھی نہ کہ حضور صلعم کی طرف سے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ مسلسل ۱۵ سال آپ کے نکاح میں رہیں لیکن نبی کریمؐ نے اس اثنا میں کبھی کوئی دوسری شادی کرنے کے خیال کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اس عرصہ میں بھی آپ اکثر خلوت کی زندگی بسر کرتے رہے اور مہینہ مہینہ بھر غارِ حرا میں مصروفِ عبادت رہے۔ نکاحوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ حضورؐ کی عمر پچاس سال سے زائد ہو چکی تھی۔ اسلئے نکاحوں کا سلسلہ خواہشاتِ نفسانیہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں کفارِ قریش جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بخوبی واقف تھے ہر وقت اسی تاک میں رہتے تھے کہ کوئی ایسا حربہ ہاتھ آئے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کیا جائے۔ مجنوں، کاہن اور ساحر تک کے لقب دیئے اور ہر ممکن کوشش سے ایذائیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگر نبی کریم معاذ اللہ کسی قسم کی نفسانی خواہش کے درپے ہوتے تو ان کے پاس بدنام کرنے کیلئے اس سے بہتر کوئی حربہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ جہلائے عرب آجکل کے مورخین کی طرح بالکل بے وقوف نہ تھے۔ وہ اتنا ضرور سمجھتے تھے کہ اس قدر بے بنیاد عیب کی آڑ لیکر وہ پیغمبر اسلامؐ کو بدنام کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمام اسلامی تاریخ پڑھ جاؤ کہیں نہیں نظر آئیگا کہ کسی معقول انسان نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چال چلن پر حملہ کیا ہو کیونکہ وہ آپ کے ذاتی حالات سے زیادہ واقف تھے۔ تو صاف ظاہر ہو گیا کہ خواہشاتِ نفسانی کا اعتراض محض بے بنیاد ہے۔ بلکہ ان متعدد نکاحوں میں کچھ خاص مصلحتیں تھیں۔

ایک زندگی کو ہم تب ہی کامل کہہ سکتے ہیں جب اس کے تمام اجزا ہمارے سامنے موجود ہوں اور اس زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی ہماری آنکھوں سے اوجھل نہ ہو۔ سیرۃ کی کتابیں بتا رہی ہیں کہ پیغمبرِ اسلام کی زندگی کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو عوام کے

سلسلے نہ ہو بلکہ معمولی سے معمولی بات حتیٰ کہ مختلف اوقات میں نشست و برخاست کے مختلف انداز تک کا ذکر ہمیں معلوم ہے اسلئے حضور پُرنور کی زندگی بلاشک وشبہ کامل تھی۔ اس زندگی کے کامل ہونے کی وجہ صرف یہی تھی کہ آپ کے بعد کسی ایسے مذہب یا رہنما کی ضرورت نہیں جو کسی قسم کی بھی کمی کو پورا کرنے کیلئے مبعوث کیا جائے۔ بلکہ یہی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ بنیگی نسلوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں مرد بھی۔ عورتوں کو صحیح طور پہ تعلیم عورتیں ہی دے سکتی ہیں۔ ایک مرد کیلئے نہایت مشکل ہے کہ وہ عورتوں کو ہر قسم کے مسائل صحیح طور پر سمجھا سکے۔ اور پھر ایسا مرد جو کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا ہو۔ اسلئے ضرورت تھی کہ آپ مختلف موقعوں پر مختلف اوقات میں اسلام کے قوانین اور فطرت انسانی کے آئین عورتوں پر واضح کرنے کیلئے مختلف نکاح کرتے تاکہ ازواج مطہرات عورتوں کیلئے نمونہ بنتیں۔ علاوہ ازیں ایک انسان امور خانہ داری کے سلجھانے کے طریقے اس وقت تک کسی کو نہیں سمجھا سکتا جب تک وہ خود ان کو عملی جامہ پہنا کر عوام کے سامنے پیش نہ کرے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو حکم دے رکھا تھا کہ جو کچھ وہ حضور سے خلوت میں سنیں یا دیکھیں جلوت میں برملا کہہ دیں۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اکابر صحابہ مسائل کا شکوک رفع کرنے کیلئے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ تو صاف ظاہر ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد نکاح کرنا عوام کو سبق سکھانے کی غرض سے تھا۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے نکاح کی اصلی غرض عورتوں کو تعلیم دینا تھا۔ اسی طرح دیگر امہات المومنین کے نکاحوں میں بھی خاص خاص مصلحتیں تھیں۔ چنانچہ ام المومنین زینبؓ جو حضرت زیدؓ سے مطلقہ ہونیکے بعد حضور کے نکاح میں آئیں کے نکاح کا اصلی مقصد جہلائے عرب کو سبق دینا اور ان کی بے بنیاد رسموں کا قلع قمع کرنا تھا۔ عربوں کے نزدیک متبنّٰی کی بیوی سے شادی ناجائز سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اسلام اس رسم کو توڑنا چاہتا تھا۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا تھا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس پہ عمل پیرا ہو کر لوگوں کے لئے نمونہ قائم کرتے۔ کیونکہ کسی دوسرے انسان کو اس قدر جراءت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے آبا و اجداد کی مروجہ رسم کے خلاف کر سکے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عمل کر کے دکھلا دیا تو تمام لوگوں کیلئے دروازہ کھل گیا اور آئندہ سے اس رسم کو توڑ دیا گیا۔

بعض امہات المومنین ایسی تھیں جن کے خاوند جنگ بدر یا کسی اور غزوے میں شہید ہو گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تالیف قلوب کے لئے اپنے نکاح میں لے لیا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ۔ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے نکاح خاص سیاسی مصالح پر مبنی تھے۔ ان کی وجہ سے بہت سی قومیں جو ہر وقت مذہب اسلام اور مسلمانوں سے برسر پرخاش رہتی تھیں مسلمانوں کی حلیف بن گئیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ نکاح کس قدر ضروری اور بابرکت تھے۔

اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد بیویوں سے نکاح کرنا کس قدر مصالح پر مبنی تھا۔ یہ نکاح جن حالات اور جن اوقات میں ہوئے تھے ان کے اندازے سے کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان کبھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا کہ پیغمبر اسلام جنھوں نے زمانۂ شباب کا اکثر حصہ تجرد میں بسر کیا۔ پھر پندرہ سال تک ایک سن رسیدہ بیوہ کے حقوق زوجیت ادا کئے اور قریباً پچاس سال کی عمر سے تجاوز کرنے کے بعد ان مبنی بر مصالح نکاحوں کا سلسلہ شروع کیا۔ کبھی

کسی قسم کی خواہشات نفسانی کی اتباع کرنا چاہتے تھے۔

آؤ اب ہم تاریخی لحاظ سے غور کریں کہ آیا متعدد نکاح کرنا ایک معیوب امر ہے یا بزرگی کی علامت۔ سب سے پہلے قدیم ہندوستان کے اوتاروں کو لیجئے اور دیکھئے کہ قدیم آریہ اقوام میں یہ سلسلہ کس طرح جاری تھا۔

سری رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں

(۱) رانی کوشلیا۔ (۲) رانی سمترا۔ (۳) رانی کیکئی۔

سری کرشن جی کی جو ہندوؤں کے سب سے بڑے اوتار ہیں سینکڑوں بیبیاں تھیں۔

راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں (۱) کنتی (۲) مادری۔

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جن کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اب ہم اس مسئلہ کے متعلق بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبروں کے حالات معلوم کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ جو عیسائی۔ یہودی اور مسلمان سب کے نزدیک خلیل اللہ ہیں تین بیویوں کے خاوند تھے۔

حضرت یعقوبؑ کی چار بیویاں تھیں۔

انجیل میں صاف لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں۔

ان حوالجات سے معلوم ہو گیا کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زائد بیویاں تھیں اور کبھی کسی نے ان نبیوں اور رسولوں کی تقدیس پر اس لحاظ سے اعتراض نہیں کیا کہ وہ ایک سے زائد بیویوں کے خاوند تھے۔

مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہیں تعدد ازدواج کی حمایت میں انجیل کی چند آیات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں " تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خاص خدا نے اس میں برکت رکھی ہے (لائف مولفہ جان ڈیون پورٹ ص۱۵۵)

اسی طرح انگلستان کا ایک مشہور شاعر ملٹن جس نے مذہب کی خاطر سخت مصائب برداشت کئے تھے ایک سے زیادہ بیوی کے جواز کا قائل تھا۔

علاوہ ازیں ویدک تعلیم اور قدیم ہندو تاریخ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ بھی غیر محدود تعدد ازدواج کو جائز رکھتے تھے۔ اگر ہندو دیوتاؤں اور گذشتہ انبیا کی تقدیس میں متعدد نکاحوں سے فرق نہیں آتا تو کیا حق حاصل ہے کسی شخص کو کہ وہ اس چیز کی آڑ لیکر پیغمبر اسلام پر حملہ کرے۔ جبکہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ متعدد نکاح کئی ایک مصلحتوں پر مبنی تھے۔

الغرض پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر اس قسم کے بے بنیاد اعتراض محض جہالت اور تعصب پر مبنی ہیں۔ اور ایسے فضول اعتراضات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اکمل ہونے میں کبھی رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتے۔

اللھم صل وبارک علیہ

فقط